محمد الیاس میراں پوری

ترکی میں اسلام کی ترقی

امریکہ ابھی ۱۰ ر اکتوبر کو پاکستان میں ہونے والے عام انتخابات میں ''متحدہ مجلس عمل'' کی شاندار اور غیر متوقع کامیابی کے زخم چاٹ ہی رہا تھا کہ سیکولر ملک ترکی میں اسلام پسند تنظیم ''جسٹس اینڈ ڈیویلپمنٹ پارٹی'' نے ۵۵۰ میں سے ۳۶۳ نشستیں حاصل کر کے مغرب کو ورطہ حیرت اور غم واندوہ میں ڈال دیا ہے۔ امریکہ کا غم پورے مغرب سے زیادہ ہے۔ مذکورہ دینی جماعتوں کی بے مثال کامیابیاں دراصل امریکہ کی مسلم دشمن پالیسیوں کا ردعمل ہے۔ گزشتہ سال ۱۱ ستمبر کو اپنے ملک کے دو بڑے شہروں نیویارک اور واشنگٹن پر حملوں کا بہانہ کر کے' پاکستان کے کندھوں پر سوار ہو کر' امارت اسلامی افغانستان پر چڑھ دوڑا۔ اسے خاک وخون میں غلطاں کیا۔ اب عراق پر حملہ کر کے خلیج اور دوسرے اسلامی ممالک کے تیل کے ذخائر پر قبضہ جمانے کا بھیانک خواب دیکھ رہا ہے۔ اس کا مقصد پوری دنیا کے تیل پر کنٹرول کرنا ہے۔ اگر کوئی مزاحمت کرتا ہے تو اسے ''دہشت گرد'' قرار دے کر اس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیتا ہے۔

ترک عوام اور غیر ملکی تجزیہ نگار و مبصرین عوامی رجحانات اور اسلام پسند جماعت کی کامیابی کو مختلف زاویوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ان کے مطابق اس کامیابی میں' متعدد داخلی اور خارجی عوامل اور وجوہات کار فرما ہو سکتی ہیں۔ مثلاً

☆ اسلامی تشخص کی بحالی کی لہر

☆ سابق حکومت کی نااہلی اور عدم استحکام کی کیفیت

☆ معیشت کی زبوں حالی

☆ عوام میں تبدیلی کی خواہش

☆ عراق کے خلاف امریکہ کی پالیسی

☆ عالم اسلام کے خلاف مغرب اور امریکہ کا دوہرا معیار

☆ اسرائیل وامریکہ سمیت مغربی ممالک کے خلاف عالمی سطح پر بڑھتی ہوئی نفرت کا تسلسل

۱۹۲۳ء میں' جدید ترکی کے بانی ''ترکوں کے باپ'' یعنی کمال اتاترک بین الاقوامی سازشوں کے تحت ترکی میں خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کر کے' برسراقتدار آئے تھے۔ اس کے بعد ترکی میں لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے برگشتہ کرنے، شعائر اسلام کو مٹانے، ملک میں لادینی نظریات کو فروغ دینے اور مغرب کی مادر پدر آزادی کو بلاسوچے سمجھے عام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ فوج اور سیاست میں' صرف ان عناصر کو آگے بڑھنے کا موقع فراہم کیا گیا جو اسلام سے بیزار اور مغرب

پرست تھے۔کمال اتاترک نے اپنی آمریت قائم کرنے کے بعد ملک اور عوام کے دلوں سے اسلامی عقیدے کو کھرچ پھینکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔انہوں نے ترکی میں لادینی اور سیکولر نظام رائج کرنے کا دعویٰ کیا۔جس کے تحت مذہب کو سیاست سے الگ کر کے ہر شہری کے عقیدہ و مسلک کے احترام کا وعدہ کیا گیا۔سیکولرازم رائج کر کے ترک عوام کو یہ باور کرایا کہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔معیشت مستحکم ہونے سے ترکی کا شمار ترقی یافتہ ممالک میں ہوگا۔لیکن یہ سب کچھ نہ ہوسکا۔آج وہاں غربت عروج پر ہے۔بیروزگاری کا طوفان بڑھتا چلا جارہا ہے۔بدامنی اور بدعنوانی نے ترکی میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔لادین مصطفیٰ کمال اتاترک کی ''روحانی اولاد'' کے ''طرز حکمرانی'' سے قریباً دس لاکھ سے زائد نوجوان بے روزگار ہوچکے ہیں۔کساد بازاری بڑھتی جارہی ہے جو آئی ایم ایف کے ۱۶،ارب ڈالر کے قرض سے بھی دور ہونے کا نام نہیں لیتی۔اس کے زرمبادلہ برائے نام رہ گئے ہیں۔کرنسی ''لیرا'' روز بروز تنزلی کا شکار ہوتی چلی جارہی ہے اور فوج کے کرتا دھرتا ہیں کہ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں مداخلت سے ذرہ برابر دستبردار ہونے کو تیار نہیں۔مغرب کے مہیب سائے ترکی کو مکمل طور پر اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں۔۔ترکی کے ''شہ دماغ'' اپنے ذہن سے سوچنے کی بجائے پینٹا گان میں بیٹھے ''عالی دماغ'' اور ''انسان نما بھیڑئیوں'' کے سوچے سمجھے منصوبوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

ترکی میں شعائر اسلام کی جس طرح کھلے بندوں تضحیک کی گئی' یہ ایک دردناک داستان ہے۔کمال اتاترک نے اسلام کی تعلیمات اور اقدار کو ایک منظم طریقے سے غیر مؤثر بنایا۔مردوں کی داڑھیاں پابندی کی زد میں آئیں،خواتین کو پردہ کرنے سے زبردستی روک دیا گیا،ایک منتخب خاتون رکن پارلیمنٹ کی رکنیت محض اس لیے ختم کردی گئی کہ وہ باپردہ ہوکر پارلیمنٹ کے اجلاس میں آتی تھی،عربی میں اذان دینے پر پابندی لگادی گئی،کھلے مقامات پر نماز پڑھنا ممنوع قرار دے دیا گیا،روایتی ترکی ٹوپی سر پر رکھنا ''جرم عظیم'' گردانا گیا،دینی مدارس پر قدغن لگادی گئی،کئی مساجد کو مقفل کردیا گیا،عربی رسم الخط کو ختم کر کے لاطینی حروف تہجی استعمال کرنے کا حکم دیا گیا،ملک بھر میں سرکاری سرپرستی میں شراب اور جوئے خانے کھولے گئے،عصمت فروشی کو باقاعدہ کاروبار کی شکل دے دی گئی،رقص گاہیں تعمیر کی گئیں،کوئی شخص آزادی سے اسلام کی تبلیغ نہیں کرسکتا تھا،اگر کسی نے تبلیغ کی دعوت دی تو اس پر عدالت میں مقدمہ چلایا گیا اور اسے تعزیرات کے مطابق سزا دی گئی۔اسلامی لباس ختم کر کے مرد و خواتین کے لیے ہیٹ کا استعمال لازمی قرار دے دیا گیا۔ان اقدامات کا نتیجہ یہ نکلا کہ قونیہ میں خواتین کا تین میل لمبا بازار بن گیا۔استنبول میں طوائفوں کے بازاروں کے نام عثمانی خلفاء کے القابات پر رکھے جانے لگے۔پردہ پر پابندی لگانے سے جہاں کہیں برقعہ یا اسکارف نظر آتا پولیس آجاتی۔اسکولوں،کالجوں اور یونیورسٹیوں سے ان بچیوں کے نام خارج کردیئے گئے جنہوں نے کبھی کبھار سر ڈھانپنے کا ''جرم'' کیا تھا۔الغرض تعلیم کی اداروں میں' داخلے کے وقت جس فارم پر طالبہ کی تصویر باپردہ ہوتی تو اسے داخلہ نہ دیا جاتا' تا آنکہ وہ اپنی بغیر حجاب والی تصویر لگالے۔نئی نسل کے لیے عربی حروف اجنبی ہوچکے تھے۔لوگ اسلامی ممالک سے آنے والے مسلمان سیاحوں سے

عربی میں اذان سنانے کی فرمائش کرتے تھے۔کتنی ہی غمناک،المناک اور طربناک داستانیں ہیں......جنہوں نے ترکی کا اسلامی تشخص مکمل طور پر مسخ کر ڈالا ہے۔

شاندار کامیابی حاصل کرنے والی جماعت انصاف پارٹی کی بنیاد ۱۹۶۱ء میں' جنرل راغب گو مسالہ نے رکھی۔ترکی میں اس جماعت کو فکری لحاظ سے دینی اور مذہبی جماعت سمجھا جاتا تھا۔بعض لوگ اسے ''رجعت پسند'' بھی کہتے تھے۔یہ جماعت ملک میں نجی ملکیت اور نجی سرمایہ کاری کی حامی تھی اور معیشت کی ترقی کے لیے سرمایہ دارانہ نظام کی حمایت کرتی تھی۔اپنے منشور کی وجہ سے اسے بہت جلد عوام میں مقبولیت حاصل ہوگئی۔یہاں تک کہ ۱۹۶۷ء کے انتخابات کے بعد یہ جماعت حکومت کا حصہ بنی۔بعد ازاں اس کی مقبولیت کا گراف مزید بڑھتا چلا گیا اور یہ ملک کی دوسری تیسری بڑی جماعت کا کردار ادا کرتی رہی۔حالیہ انتخابات کے بعد یہ ملک کی سب سے بڑی جماعت بن کے ابھری ہے۔

۱۹۹۷ء میں نجم الدین اربکان کی مخلوط حکومت صرف اس لیے برطرف کردی گئی کہ ''اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں''۔اس سے قبل انہوں نے کئی مرتبہ اپنی پارٹی کا نام تبدیل کر کے کام کرنے کا عزم کیا لیکن ہر دفعہ دشمنانِ دین و ملت نے اُن کے راستے میں رکاوٹیں ڈالیں لیکن انہوں نے ہمت نہ ہاری۔اربکان کی آخری جماعت ''رفاہ پارٹی'' پر پابندی لگا کر' لادین مغرب پرست عناصر نے یہ سمجھ لیا کہ (معاذ اللہ) اب ترکی میں اسلام کا نام لیوا کوئی نہیں رہے گا۔لیکن......سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام تو پوری دنیا پر غالب ہونے کے لیے آیا ہے' اس کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے؟ نجم الدین اربکان نے ''جسٹس اینڈ ڈیویلپمنٹ پارٹی'' قائم کر کے اپنے ساتھیوں سمیت طیب ارزگان کی قیادت میں اپنے آپ کو منظم کر لیا۔لادینی نظریات سے تنگ اور مغرب پرستی سے عاجز آئے ہوئے عوام نے ۳ رنومبر کو ترکی میں ہونے والے عام انتخابات میں انصاف پارٹی کو شاندار کامیابی سے ہم کنار کیا۔پاکستان میں متحدہ مجلس عمل اور ترکی میں جسٹس اینڈ ڈیویلپمنٹ پارٹی کی کامیابیوں نے امریکہ اور اس کے حواریوں کو حیرت اور صدمے سے دوچار کر دیا ہے۔ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ترکی میں بیداریٔ اسلام کی اتنی عظیم لہر اٹھ سکتی ہے؟

امریکی ترکی کی جغرافیائی اہمیت سے کبھی انکار نہیں کرسکتا۔عراق پر حملے کی صورت میں' ترکی نہایت اہم ملک ثابت ہوسکتا ہے۔ترکی ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ میں امریکہ کا پرانا حلیف ہے۔۱۹۹۰ء کی خلیج کی جنگ میں عراق کے خلاف ترکی نے اتحادیوں کے لیے اہم کردار ادا کیا تھا۔تاہم اس وقت صورت حال کافی مختلف ہے۔ترکی' جو انتخابات سے پہلے امریکہ کا ساتھ دینے پر فخر محسوس کرتا تھا۔جسٹس پارٹی کے اقتدار میں آجانے سے امریکہ کو اس کی حمایت حاصل کرنے میں کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔اسلام پسند جماعت کی کامیابی سے سب سے زیادہ دھچکا امریکہ کو لگا ہے کیونکہ اسے اس بات کا غم کھائے جارہا ہے کہ طیب ارزگان امریکہ کو فضائی اڈے استعمال کرنے کی اجازت دینے کے حق میں نہیں ہیں۔امریکی مفادات کو خطرات نے آن گھیرا ہے۔سعودی عرب نے بھی کہہ دیا ہے کہ اگر اقوام متحدہ نے امریکہ کی

قرارداد منظور کر بھی لی تب بھی سعودی عرب امریکہ کو اپنے اڈے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔

اتاترک کے اسلام دشمن نظریات اور اقدامات نے ترکی کو ہر لحاظ سے مادر پدر آزاد اور معاشرتی اعتبار سے ایک مغربی ملک بنا دیا ہے اور یہ جغرافیائی طور پر یورپ کا حصہ ہے لیکن امریکہ اور اس کے حلیف یورپی ممالک اسے نہ یورپی یونین کا رکن بننے دیتے ہیں اور نہ اس کی غربت کو دور کر کے اپنی طرح ایک خوشحال فلاحی ملک بنانے میں مدد کرتے ہیں۔طیب ارزگان نے اپنے ملک اور اپنی جماعت کی عالمی برادری میں متعین پوزیشن کا ادراک کرتے ہوئے کہا ہے کہ ترک عوام نے اپنے دیرینہ مسائل سے نجات کے لیے تبدیلی کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔لہٰذا انصاف پارٹی کی حکومت اسلامی ایجنڈے کا دعویٰ کئے بغیر اپنے ملک کو اقتصادی طور پر مستحکم اور خوشحال بنانے کی کوشش کرے گی۔طیب ارزگان کی بظاہر حکمت عملی یہ ہے کہ ترکی کے موجودہ سیکولر معاشرے میں فوری طور پر مسلمانوں کو اپنے نظریات کے مطابق جینے کا حق مل جائے۔اس کے بعد بتدریج اصلاحات کا عمل شروع کیا جائے گا۔

لادین عناصر کی منافقت کا یہ عالم ہے کہ دنیا میں تمام مذاہب اور ان کے پیروکاروں کی تبلیغ اور عبادت تسلیم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب بات مسلمان اور اسلام کی آتی ہے تو انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔حریت پسند انہیں ''دہشت گرد''،''بنیاد پرست''،''جنونی'' نظر آتے ہیں اور نہ جانے ...... کتنے ہی الزامات، بہتانات اور دشنام طرازیاں ہیں جنہیں مسلمانوں کے سر تھوپا جاتا اور ''مجرم'' ثابت کیا جاتا ہے۔مختلف طریقوں سے اپنے خبث باطن کا اظہار اہل مغرب کا شیوہ ہے۔بدقسمتی سے مسلم ممالک کا عیاش اور مغرب پرست حکمران طبقہ اسلام کو اپنی عیش وعشرت کی راہ میں رکاوٹ شمار کرتا ہے۔چنانچہ وہ دینی تنظیموں اور دینی رہنماؤں کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتا۔لیکن اسلام کی فطرت ہے کہ اس کو جتنا دبایا جائے' یہ اتنا ہی ابھرتا ہے۔یہود ونصاریٰ پوری دنیا میں ایسے لوگوں کی حکمرانی کو پسند کرتے ہیں جو ان کی راہ میں رکاوٹ نہ بنیں اور ان کی پالیسیوں کو من وعن قبول کر لیں۔ان مشکل حالات میں جسٹس پارٹی کی حکومت کا بننا اور کامیابی سے جاری رہنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔پارٹی کے سربراہ طیب ارزگان نے لادینی بھینسے کو سرخ کپڑا دکھا کر مشتعل کرنے کے بجائے اسے پرسکون رکھنے کو اوّلین ترجیح دی ہے۔تاہم ان کی پارٹی حالیہ انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل کر کے ترکی کے خاردار اور مشکل ترین میدان سیاست میں اتری ہے۔سب سے پہلے تو اسے ترک ازم کے علمبرداروں' فوج، عدلیہ اور انتظامیہ سے نمٹنا ہوگا۔جو اپنے غیر ملکی آقاؤں کے اشاروں پر اسے چین سے حکومت نہیں کرنے دیں گے۔اس کے بعد جسٹس پارٹی کو ترکی میں بڑھتے ہوئے گھمبیر مسائل بدامنی، بدعنوانی، کساد بازاری سے ترک عوام کو نجات دلانا ہوگی۔اگر پارٹی اس میں کامیاب ہوگئی تو پھر ترکی کے سیکولرازم کا ٹاٹ لپیٹنے میں انہیں مشکل پیش نہیں آئے گی۔

☆ ☆ ☆